کیرلا ریڈر
اردو
دسویں جماعت

Kerala Reader
URDU
Standard
X

Vol II 2/2

GOVERNMENT OF KERALA
DEPARTMENT OF EDUCATION

Prepared by
State Council of Educational Research and Training (SCERT)
Kerala.
2019

قومی ترانہ

جن گن من ادھی نایک جیہ ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا
پنجاب سندھ گجرات مراٹھا
دراوڑ اتکل بنگا
وندھیہ ہماچل یمنا گنگا
اچھل جل دھی ترنگا
تواشبھ نامے جاگے
تواشبھ آشش ماگے
گاہے توا جیا گاتھا
جن گن منگل دایک جئے ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا
جیہ ہے جیہ ہے جیہ ہے
جیہ جیہ جیہ جیہ ہے!

عہد نامہ

ہندوستان میرا وطن ہے۔تمام ہندوستانی میرے بھائی اور بہن ہیں۔میں اپنے ملک سے محبت کرتا ہوں اور مجھے اس کے متنوع اور بیش بہا ورثے پر فخر ہے۔میں ہمیشہ اس کے شایانِ شان بننے کی کوشش کروں گا۔میں اپنے والدین، اساتذہ اور بزرگوں کا ادب کروں گا اور ہر ایک کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آؤں گا ۔میں اپنے ملک اور لوگوں سے عقیدت کا عہد کرتا ہوں، ان کی بھلائی اور خوش حالی میں میری خوشی مضمر ہے۔

Prepared by:
State Council of Educational Research & Training (SCERT)
Poojappura, Thiruvananthapuram-12, Kerala
E-mail : scertkerala@gmail.com
©
Government of Kerala
Department of Education
2019

پیارے بچوّ، خوش آمدید

دسویں جماعت کی درسی کتاب 'کیرلا اردو ریڈر' آپ کے سامنے ہے۔ یہ آپ کی دلچسپی کو نظر میں رکھ کر تیار کی گئی ہے۔ جس میں بہترین کہانیاں، خوب صورت نظمیں، غزلیں، دلکش ڈرامے وغیرہ شامل ہیں۔ ان کے ذریعے آپ دوسروں سے اردو میں گفتگو کرنے، ادب سے لطف اندوز ہونے اور تخلیقی صلاحیت حاصل کرنے کے قابل بن جائیں گے۔ ساتھ ساتھ آپ کو مختلف پیشوں کی جانکاری بھی حاصل ہوگی اور آپ سمجھیں گے کہ ہر پیشے کی اپنی عظمت ہے۔

نت نئی تبدیلیوں کے زمانے میں ہمارے اسکول ہائی ٹیک بن گئے ہیں۔ اس کے مطابق درسی کتاب اور تعلیمی عمل میں بھی چند تبدیلیاں لائی گئی ہیں۔

امید ہے کہ کیرلا کے ماحول کے مطابق تیار کی گئی یہ کتاب ایک حد تک آپ کی تعلیمی ضروریات پوری کرے گی اور اس کی مدد سے آپ اردو بولنے، پڑھنے اور لکھنے میں مہارت حاصل کرسکیں گے۔

ڈاکٹر جے پرساد

ڈائریکٹر

ایس ۔سی ۔ای ۔آر ۔ٹی

کیرلا

فہرست

یونٹ ۴ تن من بچائیں

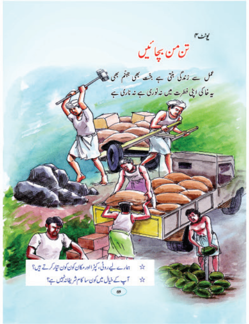

۱۲) ہاتھوں کا ترانہ	نظم	70
۱۳) عقلمند مچھیرا	ڈراما	74
۱۴) انڈا ہے یا دانہ	کہانی	81
۱۵) یوگا کر کے صحت بچائیں	بیانیہ	88

یونٹ ۵ ہم ساتھ رہیں

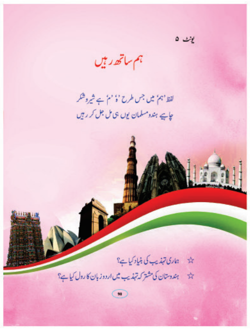

۱۶) دلّی چلیں	بیانیہ	91
۱۷) یہ وقت کی آواز ہے...	نظم	94
۱۸) دیس کی خاطر	تقریر	97
۱۹) آپ کی فرمائش!	غزل	100
۲۰) پھول والوں کی سیر	مضمون	103

یونٹ ۴

تن من بچائیں

عمل سے زندگی بنتی ہے جنّت بھی جہنّم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

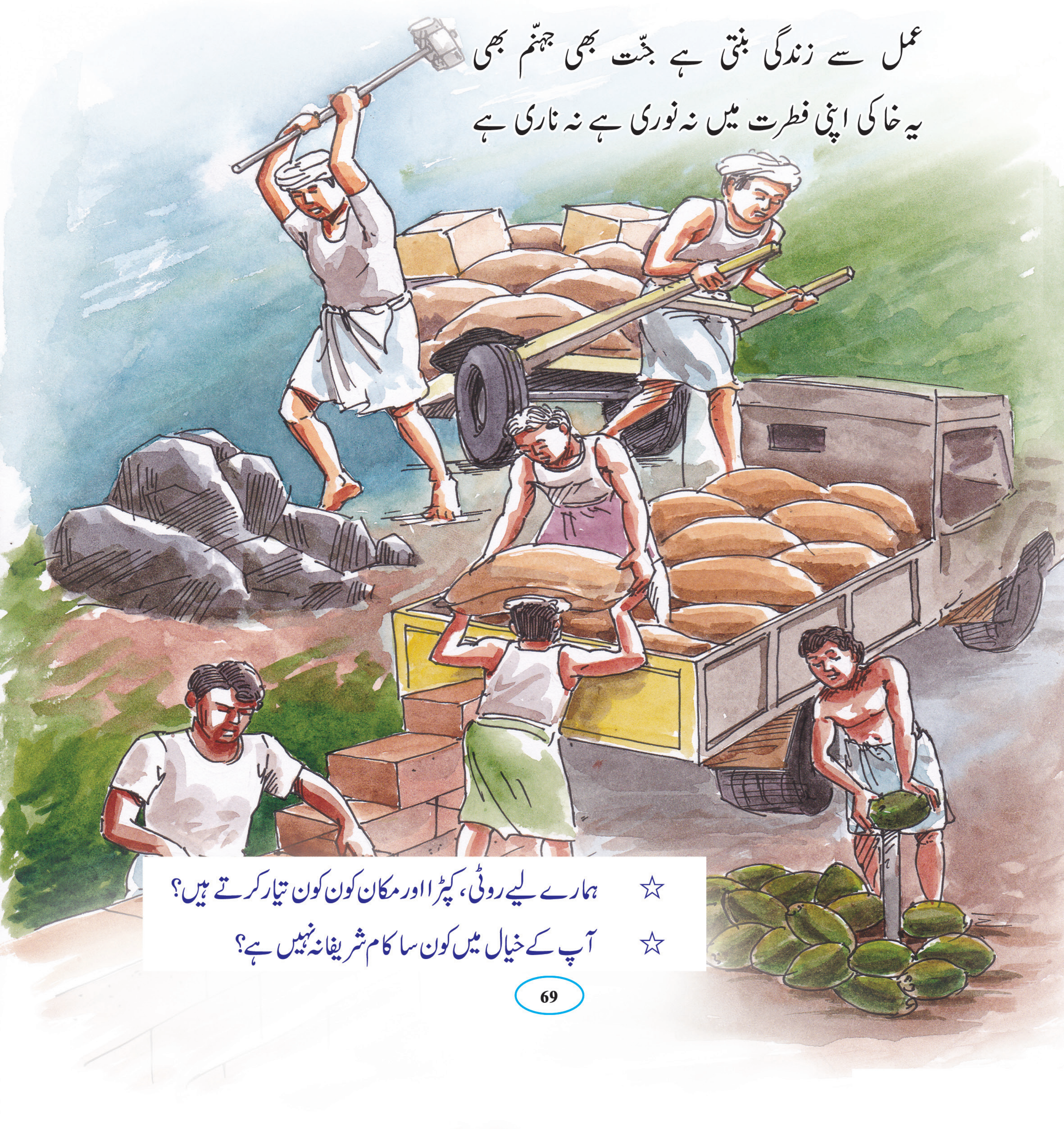

☆ ہمارے لیے روٹی، کپڑا اور مکان کون کون تیار کرتے ہیں؟
☆ آپ کے خیال میں کون سا کام شریفانہ نہیں ہے؟

ہاتھوں کا ترانہ

کارخانے سے سائرن کی آواز آنے لگی۔

کام سے چھٹکارا پاکر حسین صاحب جلدی گھر پہنچا۔

سورج کی لالی آسمان پر چھانے لگی تھی۔

چڑیاں اپنے اپنے گھونسلے کی طرف جا رہی تھیں۔

ہر کہیں اندھیرا چھانے لگا تھا۔

وہ اپنی بیوی جمیلہ بانو اور بیٹی تسلیمہ پروین کو ساتھ

لے کر گاندھی پارک میں پہنچا۔

پارک میں بہت سے لوگ آ چکے تھے۔

آٹھ بجے پروگرام شروع ہونے والا ہے۔

اسٹیج پر اعلان ہو رہا ہے۔

''دوستو! مزدوروں کی انجمن اور ضلعی ہیلتھ کلب کی جانب سے آپ سب کا استقبال ہے۔

سب سے پہلے مزدوروں کے اعزاز میں بچّے ایک نظم پیش کریں گے۔

سماعت فرمائیے۔

ان ہاتھوں کی تعظیم کرو
ان ہاتھوں کی تکریم کرو
دنیا کے چلانے والے ہیں
ان ہاتھوں کو تسلیم کرو

تاریخ کے اور مشینوں کے پہیوں کی روانی ان سے ہے
تہذیب کی اور تمدّن کی بھر پور جوانی ان سے ہے
دنیا کا فسانہ ان سے ہے انساں کی کہانی ان سے ہے
ان ہاتھوں کی تعظیم کرو

صدیوں سے گزر کر آئے ہیں یہ نیک اور بد کو جانتے ہیں
یہ دوست ہیں سارے عالم کے پر دشمن کو پہچانتے ہیں
خود شکتی کا اوتار ہے یہ کب غیر کی شکتی مانتے ہیں
ان ہاتھوں کی تعظیم کرو

خاموش ہیں یہ خاموشی سے سو بربط و چنگ بناتے ہیں
تاروں میں راگ سلاتے ہیں، طبلوں میں بول چھپاتے ہیں
جب ساز میں جنبش ہوتی ہے، تب ہاتھ ہمارے گاتے ہیں
ان ہاتھوں کی تعظیم کرو

یہ سرحد سرحد جڑتے ہیں اور ملکوں ملکوں جاتے ہیں
بانہوں میں بانہیں ڈالتے ہیں اور دل سے دل کو ملاتے ہیں
پھر ظلم و ستم کے پیروں کی زنجیر گراں بن جاتے ہیں
ان ہاتھوں کی تعظیم کرو

علی سردار جعفری

علی سردار جعفری

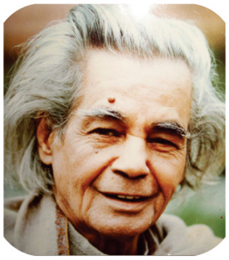

علی سردار جعفری کا شمار اردو کے مشہور ترقی پسند شاعروں میں ہوتا ہے۔ ان کی ولادت ۱۹۱۳ء اتر پردیس کے بلرام پور میں ہوئی۔ وہ ایک مشہور نقاد اور دانشور بھی ہیں۔ 'نئی دنیا کو سلام' 'ایک خواب اور' 'پتھر کی دیوار' 'لہو پکارتا ہے' وغیرہ ان کے اہم شعری مجموعے ہیں۔ شاعری کے ساتھ نثر میں بھی انھیں قدرت حاصل تھی۔ انھوں نے ظلم اور نا انصافی کے خلاف آواز اٹھائی ہے۔ انسان دوستی کے جذبات، سیاسی، قومی شعور اور عوامی مسائل کی عکاسی جیسے موضوعات ان کے کلام میں ملتے ہیں۔ ۱۹۹۷ء میں ان کو گیان پیٹھ ایوارڈ سے نوازا گیا۔ ان کا انتقال ۲۰۰۰ء کو ممبئی میں ہوا۔

پڑھیں لکھیں

☆ بچّو، 'ہاتھوں کا ترانہ' علی سردار جعفری کی ایک آزاد نظم ہے۔ یہ مختلف تال اور راگ میں گا سکتے ہیں۔ آیئے اس کو مختلف طرزوں میں سنائیں۔

☆ صدیوں سے گزر کر آئے ہیں یہ نیک اور بد کو جانتے ہیں
یہ دوست ہیں سارے عالم کے پر دشمن کو پہچانتے ہیں
خود شکتی کا اوتار ہے یہ کب غیر کی شکتی مانتے ہیں
ان ہاتھوں کی تعظیم کرو

بچّو، ہاتھ کے بغیر دنیا میں کوئی بھی کام نہیں ہو سکتا۔ ان اشعار کی روشنی میں شاعر کے خیالات کیا کیا ہیں؟ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

☆ نظم 'ہاتھوں کا ترانہ' آپ کو کیسے لگی؟ اس کا ہر ایک بند خوبصورت اور اہم ہے۔ پسندیدہ بند چن کر اس کا مفہوم اپنے الفاظ میں لکھیے۔

☆

کیفی اعظمی

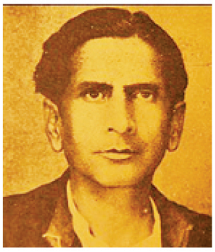

اسرار الحق مجازؔ

ساحرؔ لدھیانوی

ترقی پسند شعرا کو پہچانیے۔ انٹرنیٹ اور گوشۂ مطالعہ کی مدد سے ان کے چند اشعار جمع کیجیے اور پسندیدہ ایک پر مختصر نوٹ تیار کیجیے۔

دیگر سرگرمیاں

☆ نظم 'ہاتھوں کا ترانہ' آپ نے پڑھی ہے نا؟ اس میں چند موسیقی آلات کے نام آئے ہیں۔ بچّو، چند موسیقی آلات کی فہرست بنا کر پسندیدہ ایک پر نوٹ لکھیے۔

☆ محنت مزدوری پر لکھی گئی اور بھی مشہور نظمیں ہیں۔ چند نظمیں جمع کر کے 'میرا گلشن' میں لکھیے۔

نظم سن کر سب تالیاں بجانے لگے۔

اتنے میں اسٹیج سے اعلان ہوا کہ اگلا پروگرام ضلع کے چند مزدوروں کی تعظیم بجا لانے کا ہے۔ جس کے لیے صدرِ پنچایت محترمہ پاروتی دیوی کو دعوت دیتے ہیں۔

محترمہ پاروتی دیوی نے مزدوروں کی شال پوشی کی اور ان کی شان میں چھوٹی تقریر بھی کی۔

آخر ڈراما شروع ہوا۔

کردار: بادشاہ سلامت‘ وزیراعظم‘ داروغہ
مچھیرا‘ دربان‘ سپاہی

(پردہ اٹھتا ہے)

بادشاہ سلامت: وزیراعظم! دعوت کا سارا انتظام ٹھیک ہے نا؟

وزیرِاعظم : جہاں پناہ! تقریباً سب ٹھیک ہے بس دعوت کے لیے مچھلی نہیں مل سکی، دو دِن سے سمندر میں سخت طوفان آیا ہوا ہے، ایک بھی مچھلی نہیں پکڑی جا سکی۔

بادشاہ سلامت: (افسوس کے لہجے میں) یعنی شاہی دعوت اور بغیر مچھلی کے۔ لوگ کیا کہیں گے؟ ذرا سوچیے تو جس دعوت میں مچھلی نہ ہو، وہ بھی کوئی دعوت ہوئی؟

وزیراعظم کچھ کیجیے! مچھلی ضرور ہونی چاہیے۔

وزیرِاعظم : عالم پناہ! میں نے چاروں طرف سپاہیوں کو بھیجا ہے اور اعلان بھی کرا دیا ہے کہ جو بھی شاہی دعوت کے لیے عمدہ اور تازہ مچھلی لائے گا، منہ مانگا انعام پائے گا۔ مگر ابھی تک کوئی نہیں آیا ہے۔

بادشاہ سلامت: کیا ساری مچھلیاں سمندر کی تہہ میں جا چھپی ہیں؟ کیا مچھلیوں کو خبر ہوگئی ہے کہ مابدولت کے یہاں دعوت ہونے والی ہے.....

اور ان کا لقمہ بنایا جائے گا۔

وزیرِ اعظم: ہوسکتا ہے جہاں پناہ کا خیال درست ہو۔

بادشاہ سلامت: افسوس! بادشاہ ہوکر میں مچھلیاں

حاصل نہیں کرسکتا۔

بغیر مچھلیوں کے بھی بھلا کوئی دعوت ہوتی ہے؟

(داروغہ اندر داخل ہوتا ہے اور آداب بجالاتا ہے)

داروغہ: عالم پناہ! ابھی ابھی ایک مچھیرا تازہ مچھلی لے کر حاضر ہوا ہے۔

کیا اسے آپ کی خدمت میں حاضر کیا جائے؟

بادشاہ سلامت: (خوش ہوکر) ضرور ضرور، فوراً حاضر کرو۔ اگر یہ مچھیرے نہ

ہوتے تو بادشاہوں کے دسترخوان تک مچھلیاں کیسے پہنچ پاتیں۔

وزیرِ اعظم: عالم پناہ درست فرماتے ہیں۔ مچھیرے بہت محنتی ہوتے ہیں۔

شاہی دسترخوان کی رونق ان ہی کے دم سے ہے۔

(مچھیرا سر پر ایک ٹوکرا رکھے داخل ہوتا ہے۔ ساتھ میں داروغہ ہے۔ مچھیرا ٹوکرا اتار کر

بادشاہ کے سامنے رکھ دیتا ہے، زمین کو چومتا ہے اور پھر ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوتا ہے۔)

بادشاہ سلامت: (تازہ مچھلی دیکھ کر بہت خوش ہوئے) واہ میاں مچھیرے!

خوب موٹی، تازہ اور عمدہ مچھلیاں لائے ہو۔ مابدولت بہت خوش

ہوئے۔ بولو! اس کی کیا قیمت مانگتے ہو؟

مچھیرا : اَن داتا، جان کی امان پاؤں تو عرض کروں۔

بادشاہ سلامت: تم ذرا بھی نہ گھبراؤ.... جو بھی قیمت مانگو گے ملے گی ...... بادشاہ جو کچھ زبان سے کہتا ہے، اس کو ضرور پورا کرتا ہے۔ بولو ...... کیا مانگتے ہو؟

مچھیرا : اَن داتا! ان مچھلیوں کی قیمت صرف سو کوڑے ہیں۔

(بادشاہ، وزیر اور داروغہ حیرت سے ایک دوسرے کا منہ تکتے ہیں)

بادشاہ سلامت: میاں مچھیرے! تمھارا دماغ تو ٹھیک ہے؟

وزیرِ اعظم : عالم پناہ! معلوم ہوتا ہے آپ کے رُعب اور خوف کے مارے بیچارے کی عقل ماری گئی ہے۔

مچھیرا : خطا معاف۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔ میں سو کوڑے سے ایک بھی کم نہ کروں گا۔ ابھی آپ نے فرمایا تھا کہ بادشاہ جو کہتا ہے وہ پورا کرتا ہے۔ بس ان داتا، میری پیٹھ پر کوڑے لگانے کا حکم دے دیجیے۔

بادشاہ سلامت: (وزیر اعظم کے کان میں کہتے ہیں) یہ تو عجیب آدمی ہے۔ بہر حال ہم کو اپنا وعدہ پورا کرنا ہے۔ جلاّد کو حاضر کیا جائے .... مگر کوڑے بہت دھیرے دھیرے لگائے جائیں تاکہ

مچھیرے کو چوٹ نہ لگے۔

وزیرِ اعظم : (داروغہ سے) جلّاد کو حاضر کیا جائے۔

(داروغہ چلا جاتا ہے اور جلد ہی جلّاد کے ساتھ واپس آتا ہے۔ جلّاد کے ہاتھ میں چمڑے کا کوڑا ہے)

بادشاہ سلامت: اس مچھیرے کی پیٹھ پر سو کوڑے لگائے جائیں۔

جلّاد دھیرے دھیرے کوڑے مچھیرے کی پیٹھ پر مارتا ہے اور گنتا جاتا ہے۔ ایک، دو،..... دس....... بیس......تیس........ چالیس......... پچاس۔

مچھیرا : بھائی جلّاد! ذرا ٹھہرو۔ میرا ایک ساتھی اور ہے۔ باقی کوڑے اس کے حصّے کے ہیں۔

بادشاہ سلامت: (مسکراتے ہوئے) اچھا! کیا اس دنیا میں تم جیسا کوئی دوسرا بے وقوف بھی ہو۔ کون ہے وہ؟ کہاں ہے؟ حاضر کرو تاکہ اس کا حصّہ جلد دیا جائے۔

مچھیرا : اَن داتا! وہ کوئی دوسرا نہیں۔ وہ آپ کے محل کا دربان ہے۔

بادشاہ سلامت: (حیرت سے) میرے محل کا دربان! ہائے........وہ کیسے؟

مچھیرا : عالی جاہ! بات یہ تھی کہ دربان مجھ کو اندر آنے ہی نہیں دیتا تھا

جب تک کہ اس نے مجھ سے وعدہ نہ لے لیا کہ مجھے ان
مچھلیوں کی جو بھی قیمت ملے گی اس میں آدھا اس کا حصّہ ہوگا۔

بادشاہ سلامت: دربان کو ہمارے حضور میں فوراً حاضر کیا جائے۔

(دربان کو چند سپاہی پکڑ کر لاتے ہیں۔ دربان خوف کے مارے تھر تھر کانپ رہا ہے۔)

بادشاہ سلامت: اس بے ایمان، رشوت خور دربان کی پیٹھ پر پچاس کوڑے کس کر
لگائے جائیں اور اس کو نوکری سے نکال دیا جائے۔
(مچھیرا سے مخاطب ہو کر)
مابدولت تمھاری عقل مندی سے بہت خوش ہوئے۔
وزیر اعظم! میاں مچھیرے کو اشرفیوں کی تھیلی
انعام میں دی جائے۔ (مچھیرا زمین چومتا ہے)

(پردہ گرتا ہے)

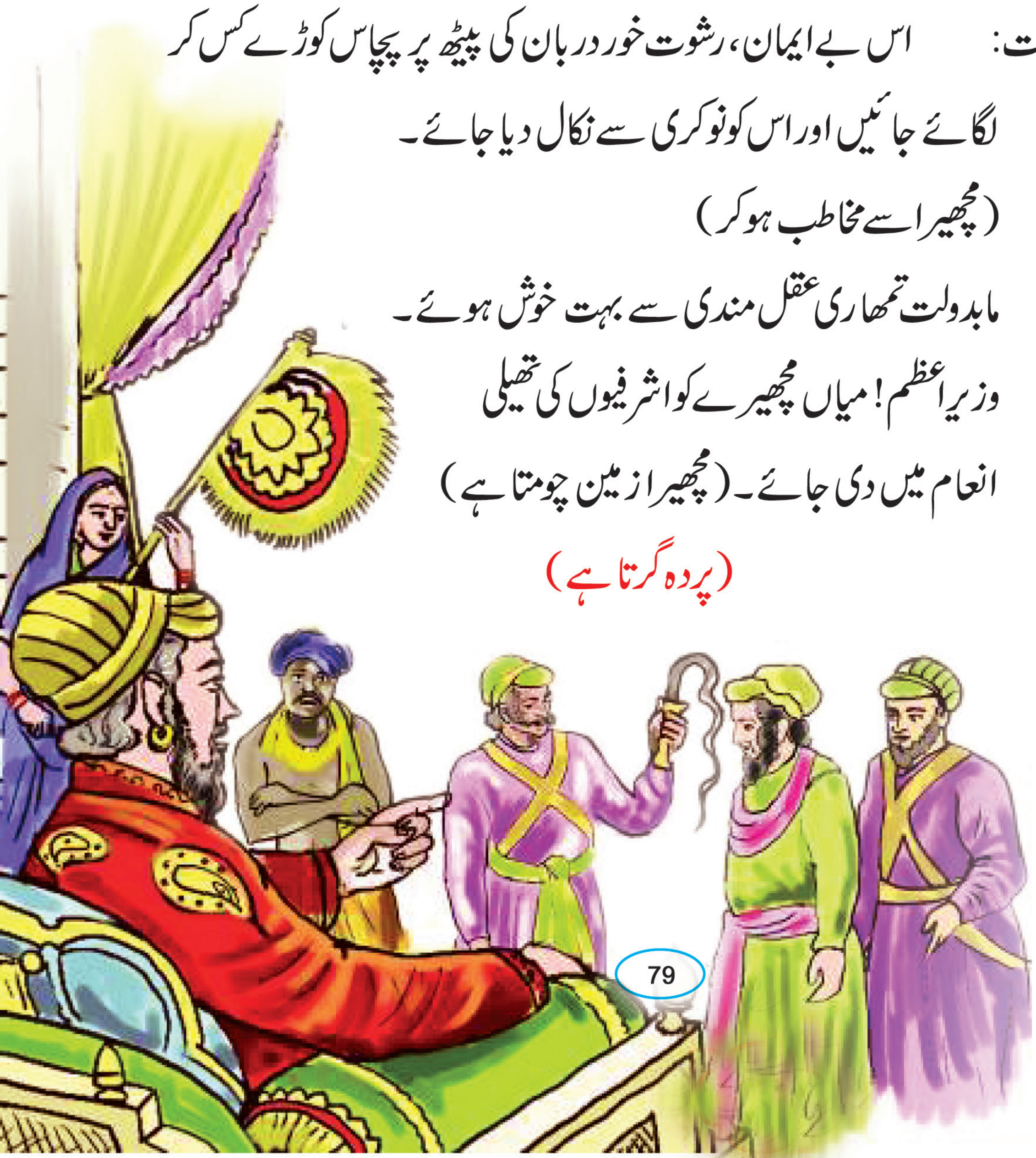

پڑھیں لکھیں

☆ مچھیرا اس ڈرامے کا مرکزی کردار ہے۔ وہ ایک ایماندار آدمی ہے پھر بھی وہ دربان کے استحصال کا شکار بن جاتا ہے۔

بچّو، اس ڈراما میں اور بھی کردار ہیں۔ پسندیدہ ایک پر نوٹ لکھیے۔

☆ بچّو، ڈراما 'عقلمند مچھیرا' آپ کو کیسا لگا؟ ڈرامے کے مرکزی خیال، کردار وغیرہ پر غور کیجیے۔ اور ڈرامے کو کہانی کی شکل میں لکھیے۔

☆ ایک ڈراما اسٹیج کرنے تک بہت سے فن کاروں کی خدمات کی ضرورت ہے۔

جیسے اداکار، ڈائریکٹر، اسکرپٹ رائٹر وغیرہ۔

بچّو، گروہ چرچا کے ذریعہ ڈراما 'عقلمند مچھیرا' کو اسٹیج کیجیے۔

☆ ڈراما 'عقلمند مچھیرا' میں بہت سے ایسے مکالمے ہیں جن میں دربار سے متعلقہ چند القاب ہیں۔ جیسے عالم پناہ، عالی جاہ وغیرہ۔

اسی طرح کے القاب جمع کیجیے اور فطری انداز میں پیش کیجیے۔

☆ آج کل ہر کہیں محنت مزدور لوگ استحصال کے شکار بن جاتے ہیں۔

ڈراما 'عقلمند مچھیرا' کی روشنی میں یہ قول کہاں تک صحیح ہے؟

کلاس چرچا کے ذریعہ مختصر نوٹ لکھیے۔

انڈا ہے یا دانہ!

ڈراما کیسا لگا ابّا جان؟ پارک سے باہر نکلتی ہوئی تسلیمہ پروین پوچھنے لگی۔

بہت اچھا لگا بیٹی! یہ دربار یہ دفتر رشوت سے کب چھٹکارا پائے گا؟ ہر کہیں محنت کش لوگ استحصال کا نشانہ بن جاتے ہیں نا......؟

اتنے میں گاؤں کا قلی بھاسکر آکر حسین صاحب سے ملا۔

آداب حسین صاحب! آپ کیسے ہیں؟

ٹھیک ہے بھاسکر، آج کل آپ کم مل رہے ہیں نا؟ کیا بات ہے؟

باتیں کرتے ہوئے سب آگے چلنے لگے۔

''آج کل لوگ قدرتی غذائیں چھوڑ کر فاسٹ فوڈ کے پیچھے لگے رہتے ہیں، نہ محنت ہے نہ مزدوری..... آخر کار ہر کوئی بیماریوں کا شکار بن جاتا ہے۔'' فاسٹ فوڈ کی دوکان دیکھ کر حسین صاحب بڑ بڑانے لگے۔

ابّا جان! آپ کی یہ فلسفیانہ باتیں بھاسکر چاچا کو برا نہ لگیں........

نہیں بیٹی! تمھارے ابا جان کی باتیں بالکل صحیح ہیں۔ شاید اسی لیے تمھارے ابا جان آج بھی چست ہیں نا؟ ان کی یہ ہوشیاری دیکھ کر مجھے ٹالسٹائی کی کہانی یاد آرہی ہے۔

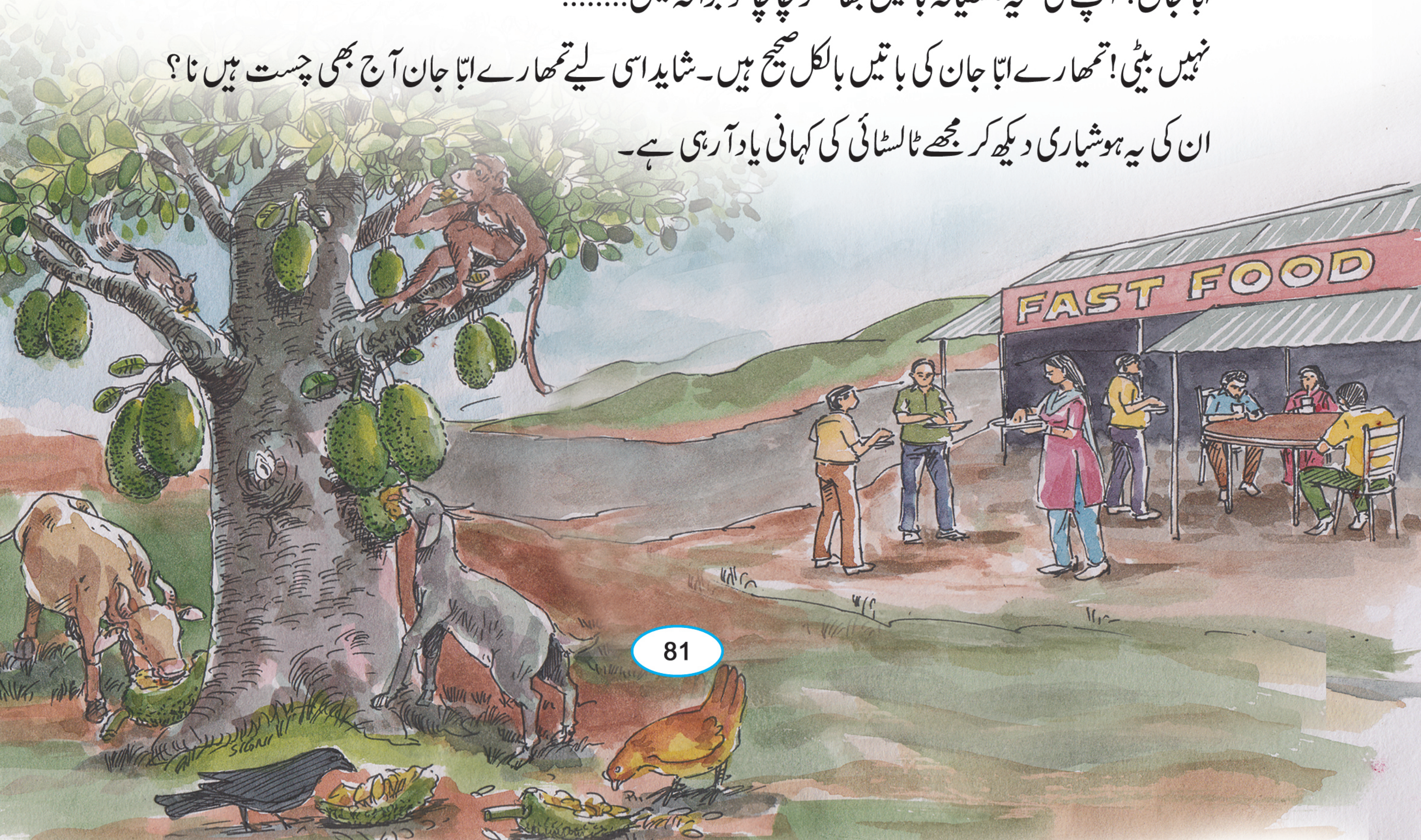

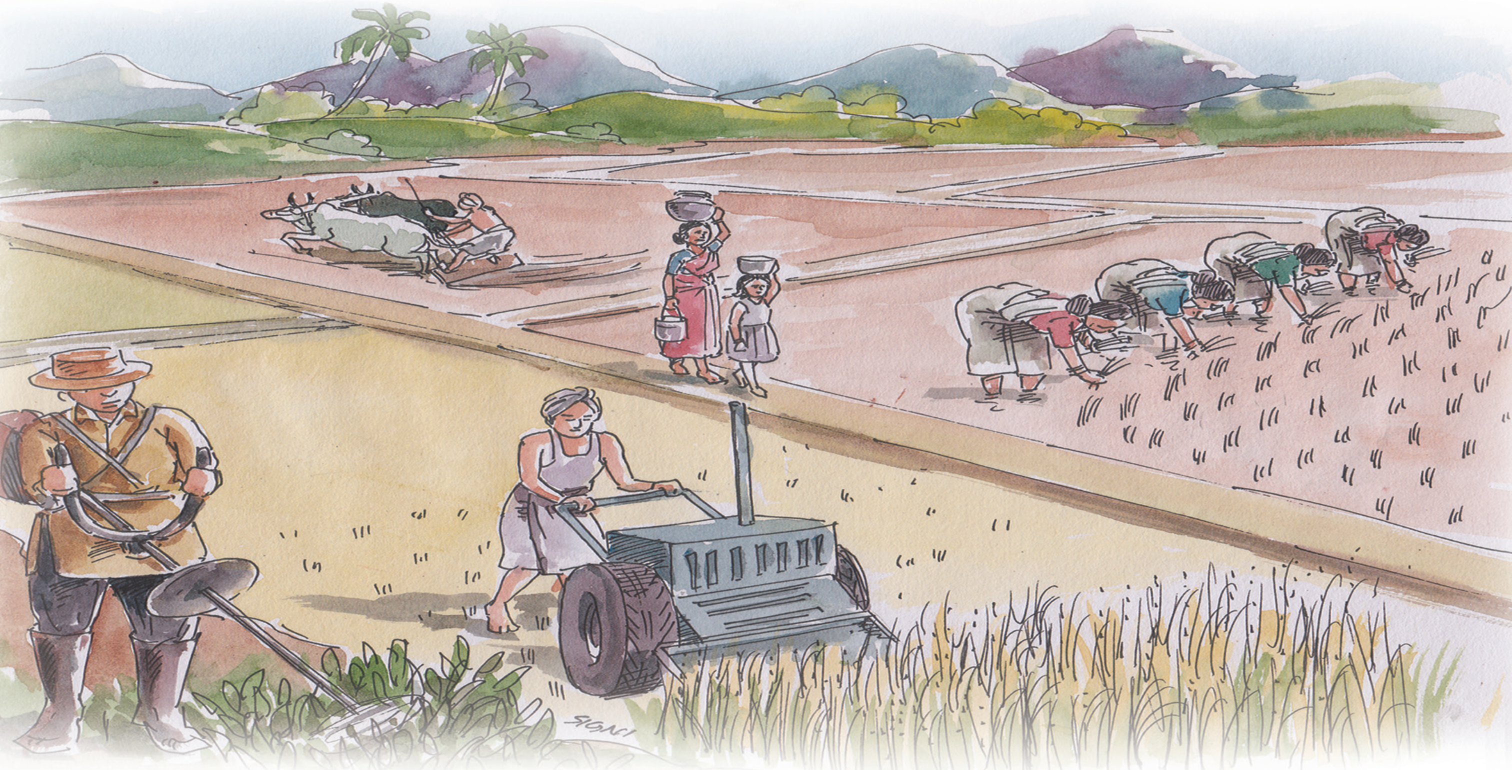

اس دن بھی بچّے پہاڑی گھاٹی میں کھیل رہے تھے۔ کھیلتے کھیلتے ایک بچّے کو کوئی انوکھی چیز مل گئی۔ اس نے چلّا کر کہا

''دیکھو دیکھو، مجھے ایک چیز مل گئی ہے۔''

یہ دیکھ کر دوسرے بچّے اس کو گھیرنے لگے۔

اتنے میں ایک مسافر اس راستے سے گزر رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ بچّوں کے ہاتھ میں ایک انوکھی چیز ہے جو ایک انڈے کے برابر تھی۔

''یہ عجیب چیز ہم بادشاہ کی خدمت میں پیش کریں گے۔ مسافر نے بچّوں سے کہا۔ وہ بادشاہ کے خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ چیز دیکھ کر بادشاہ کو بڑا تعجب ہوا۔

انھوں نے ملک کے عالموں کو طلب کیا۔

بتایئے یہ کیا چیز ہے؟ مرغی کا انڈا یا گیہوں کا دانہ؟

چند دنوں کے بعد عالموں نے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا۔

''حضور ! یہ بالکل گیہوں کا دانہ ہے۔کل ہم نے دیکھا کہ ایک مرغی نے اس پر چونچیں مار کر سوراخ کیا ہے''۔

تعجب ہوکر بادشاہ نے عالموں سے کہا۔

اس بات کا پتہ چلائیں کہ اتنا بڑا گیہوں کب اور کہاں پیدا ہوتا تھا؟

عالموں نے بہت سی کتابیں چھان ماریں مگر سوال کا جواب نہ ملا۔

انھوں نے بادشاہ سے عرض کیا۔

''حضور! ہماری کتابوں سے اس کے بارے میں کچھ پتہ نہیں چلا۔آپ کسانوں سے پوچھ لیجیے۔ممکن ہے انھوں نے اپنے باپ دادا سے اتنے بڑے دانے والے گیہوں کا ذکر سنا ہوگا۔''

بادشاہ کے حکم سے ملک کے زیادہ سے زیادہ بوڑھے کسان محل میں لائے گئے۔ان میں ایک بوڑھا تھا جو بہت ہی کمزور تھا۔نہ پیٹ میں آنت نہ منہ میں دانت، دبلا پتلا ہڈیوں کا ڈھانچہ، کمر نکلی ہوئی دو بیساکھیوں کی مدد سے لڑکھڑاتا ہوا بادشاہ کے سامنے حاضر ہوا۔

بادشاہ نے گیہوں کا دانہ بوڑھے کو دکھایا۔اس نے ٹٹول ٹٹول کر اسے دیکھنے اور سمجھنے کی کوشش کی۔

بڑے میاں! کیا تم بتا سکتے ہو۔اس قسم کا گیہوں کب اور کہاں پیدا ہوتا تھا؟

مگر بڑھاپے کی وجہ سے بڑی مشکل سے وہ بادشاہ کا سوال سن سکا۔

''نہیں حضور! میں نے کبھی اتنے بڑے دانے والا گیہوں نہیں بویا اور نہ کسی کو بوتے ہوئے دیکھا۔ ہم نے جب کبھی گیہوں خریدا تو اس کے دانے اتنے ہی چھوٹے تھے جتنے آج کے ہیں لیکن ممکن ہے کہ میرے باپ نے بڑے دانے والے گیہوں کا ذکر اپنے زمانے میں کسی سے سنا ہو، حضور! ان سے دریافت کیجیے۔''

بچّو! بوڑھے کا جواب سن کر بادشاہ نے کیا سوچا ہوگا؟

بادشاہ نے بڑے میاں کے باپ کو بلوایا۔

یہ محض ایک بیساکھی کی مدد سے دربار میں حاضر ہوا۔

بادشاہ نے اس کو گیہوں کا دانہ دکھایا۔ اس کی آنکھوں کی روشنی ٹھیک تھی۔

اس نے بڑے غور سے اسے دیکھا۔ بادشاہ نے اس سے بھی وہی سوال کیا۔

یہ اپنے لڑکے کے مقابلے میں کہیں بہتر سنتا تھا۔

''نہیں حضور! میں نے تو ایسا گیہوں نہ کبھی بویا نہ کبھی کاٹا۔ ہمارے زمانے میں گیہوں کے دانے آج کل سے کچھ زیادہ بڑے ہوتے تھے۔ پر ہاں میں نے اپنے باپ سے کہتے سنا ہے کہ ان کے زمانے میں گیہوں کے دانے ہمارے زمانے سے بڑے ہوتے تھے۔ آپ ان سے دریافت کیجیے''۔

یہ سن کر بادشاہ کی حیرت میں اور اضافہ ہوا کہ اتنے بوڑھے آدمی کا باپ ابھی زندہ ہے!

بادشاہ نے اس کو بھی طلب فرمایا۔

وہ پیدل چل کر دربار میں آیا۔ اس کی کمر بالکل سیدھی تھی۔ آنکھوں کی روشنی بہت تیز تھی۔ سننے کی طاقت بالکل ٹھیک تھی اور آواز بھی بڑی گرجدار تھی۔

اس نے دانہ الٹ پلٹ کر دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ چہرے پر مسکراہٹ کھل اٹھی۔

بچّو! اتنے بوڑھے آدمی کا باپ ابھی تندرست ہے۔
اس کی وجوہات کیا کیا ہوں گی؟

"بہت عرصہ کے بعد اتنا عمدہ گیہوں دیکھنے میں آیا۔ ہاں بالکل ویسا ہی ہے۔"

گیہوں کا دانہ اپنے دانتوں سے کاٹ کر چکھتے ہوئے اس نے کہا۔

بادشاہ بے حد حیران ہو کر کسان سے پوچھا۔

دادا میاں! ایسا گیہوں کب اور کہاں پیدا ہوتا تھا؟

"حضور! ہمارے زمانے میں ایسا گیہوں ہر جگہ ہوتا تھا۔ میں نے اپنے بچپن میں ہمیشہ ایسے ہی گیہوں کا آٹا کھایا ہے۔ اور اپنے کھیتوں میں ایسے ہی گیہوں کی کاشت کاری بھی کی ہے۔"

بادشاہ نے دوبارہ پوچھا "کیوں دادا میاں! کبھی آپ کو ایسے گیہوں خریدنے کا بھی اتفاق ہوا تھا؟ یا خود اپنے ہاتھوں سے ہی بویا کرتے تھے؟

بڑے میاں مسکرا کر بولے "ہمارے زمانے میں روٹی کا خریدنا یا بیچنا گناہ سمجھا جاتا تھا۔

اس وقت سکّہ کا بھی چلن نہیں تھا۔ ہر شخص کے پاس اپنی ضرورت سے زیادہ غلّہ ہوتا تھا۔ وہ خود پیٹ بھر کھاتا تھا اور ضرورت پڑنے پر دوسروں کو بھی ہنسی خوشی کے ساتھ کھلاتا تھا''

بڑے میاں! میرے اس سوال کا بھی جواب دیجیے۔

''آپ کا پوتا کیوں اتنا کمزور ہے کہ نہ دیکھ سکتا نہ سن سکتا اور بیساکھیوں کے بغیر نہیں چل سکتا۔ آپ کا بیٹا تو پوتے سے کہیں بہتر ہے لیکن آپ بالکل ٹھیک ہیں۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟''

وہ کہنے لگا کہ'' آج کل لوگوں نے محنت کرنا چھوڑ دیا اور وہ دوسروں کی محنت کے محتاج بن گئے ...''۔

(ٹالسٹائے کی کہانی سے ماخوذ)

لیو ٹالسٹائے (۱۸۲۸۔۱۹۱۰)

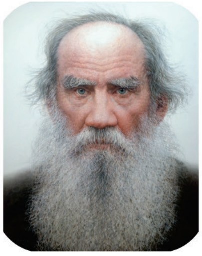

ٹالسٹائے روس کا ایک مشہور ادیب ہے۔ وہ ایک دولت مند گھرانے میں پیدا ہوا۔ لیکن اس نے عیش وعشرت کی زندگی چھوڑ کر غریب آدمی کی طرح زندگی بسر کی اور ناولوں اور کہانیوں کے ذریعہ سے اپنے خیالات پھیلاتا رہا۔ جنگ اور امن، اناّ کرینینا وغیرہ ان کے مشہور ناول ہیں۔

پڑھیں لکھیں

☆ ’’آج کل لوگ قدرتی غذائیں چھوڑ کر فاسٹ فوڈ کے پیچھے لگے رہتے ہیں۔
نہ محنت ہے نہ مزدوری۔‘‘ حسین صاحب کی یہ رائے کہاں تک صحیح ہے؟ نوٹ لکھیے۔

☆ وہ پیدل چل کر دربار میں آیا۔ اس کی کمر بالکل سیدھی تھی۔ آنکھوں کی روشنی بہت تیز تھی۔
سننے کی طاقت بالکل ٹھیک تھی اور آواز بھی بڑی گرجدار تھی۔
بچّو، دادا میاں کہانی ’انڈا ہے یا دانہ‘ کا ایک اہم کردار ہے۔ اس کہانی کے دوسرے کردار
کون کون ہیں؟ پسندیدہ ایک کردار پر نوٹ لکھیے۔

☆
- وہ خود پیٹ بھر کھاتا تھا۔
- ضرورت پڑنے پر دوسروں کو بھی ہنسی خوشی کے ساتھ کھلاتا تھا۔

بچّو، اوپر کے جملوں میں کھاتا تھا، کھلاتا تھا وغیرہ فعلوں پر غور کیجیے اور کہانی پڑھ کر اسی طرح
کے دوسرے جملے چن کر لکھیے۔

☆ دادا میاں دربار میں آ کر کہنے لگے۔
’’آج کل لوگوں نے محنت کرنا چھوڑ دیا اور وہ دوسروں کی محنت کے محتاج بن گئے ...‘‘۔
بچّو، دادا میاں کے اس قول کی روشنی میں محنت مزدوری کی اہمیت پر ایک نوٹ لکھیے۔

دیگر سرگرمیاں

☆ محنت مزدوری یا تندرستی پر لکھی گئی دوسری کہانیاں انٹرنیٹ اور گوشۂ مطالعہ کی مدد سے
جمع کریں۔ اور ’میرا گلشن‘ میں لکھیں۔

یوگا کرکے صحت بچائیں

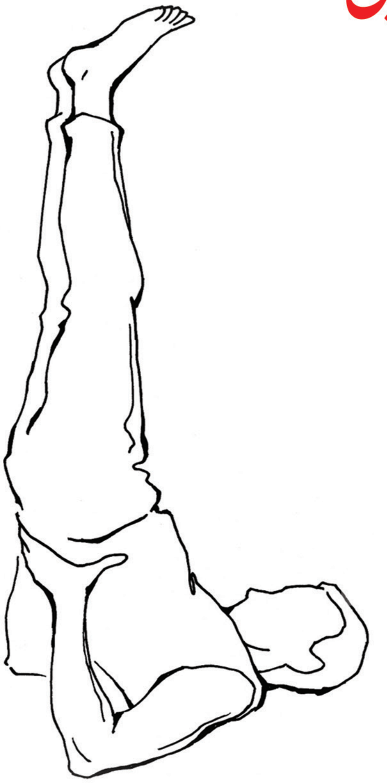

International Day of Yoga
21 June
Yoga for Harmony & Peace

صبح کا وقت تھا۔

سویرے چہل قدمی کے بعد حسین صاحب بیٹی کے ساتھ گھر آرہے تھے۔

دیکھیے ابّا جان! چند لوگ وہاں یوگا کر رہے ہیں۔ کیا ہم بھی وہاں جا کر دیکھیں؟

میدان میں لوگوں کو دیکھ کر تسلیمہ پروین نے پوچھا۔

کیوں نہیں بیٹے؟ ضرور جا کر دیکھیں۔

میدان میں یوگا گرو طیب علی خان یوگا کے بارے میں بیان کر رہے تھے۔

یوگا کلب کے لیڈر نرائن بابو کی ہدایت کے مطابق حسین صاحب اور ان کی بیٹی یوگا کی محفل میں بیٹھ گئے۔ سب لوگ یوگا کے بارے میں پوچھنے اور شکوک دور کرنے لگے۔

گرو جی! اصل میں یہ یوگا کیا ہے؟ تسلیمہ پروین نے پوچھا۔
طیب علی خان کہنے لگے۔
یوگا سے جسم اور اعضائے بدن متوازن رہتے ہیں۔ یوگا خالص ہمارے ملک کی دین ہے۔ اس کی تاریخ ۱۰۰۰ سے ۵۰۰ سال قبل مسیح تک ہے۔
دورِ حاضر میں بیماریاں سایہ کی طرح انسان کا پیچھا کرتی ہیں۔ نقصان دہ اشیاء کا کھانا پینا ہماری عادت بن چکی ہے جو جسمانی صحت کو خراب کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یوگا میں مختلف قسم کی بیماریوں کو ختم کرنے اور ہماری صحت کو بہتر بنانے کے کئی طریقے بتائے گئے ہیں۔
یوگا گرو پتنجلی کی مشہور کتاب 'یوگا سوترا' ہے جو کئی زبانوں میں ترجمہ کی گئی ہے۔
آج یوگا پوری دنیا میں مشہور ہے۔ ۲۱/ جون کو عالمی یومِ یوگا کے طور پر منایا جاتا ہے۔

پڑھیں لکھیں

☆ بچّو! کہتے ہیں کہ دماغی اور جسمانی صحت قائم رکھنے میں یوگا مدد کرتا ہے۔ اس پر بحث کیجیے اور آپ کے خیالات پیش کیجیے۔

☆ آپ کے اسکول میں ہیلتھ کلب کے ماتحت یوگا کی اہمیت پر ایک سمینار ہونے والا ہے۔ انٹرنیٹ اور گوشہء مطالعہ کی مدد سے یوگا کی اہمیت پر سمینار کے لیے ایک مقالہ تیار کیجیے۔

یونٹ ۵

ہم ساتھ رہیں

لفظ 'ہم' میں جس طرح 'ہ' 'م' ہے شیر و شکر
چاہیے ہندو مسلمان یوں ہی مل جل کر رہیں

☆ ہماری تہذیب کی بنیاد کیا ہے؟

☆ ہندوستان کی مشترکہ تہذیب میں اردو زبان کا رول کیا ہے؟

دلّی چلیں

اعلان سنتے ہی تمام بچّے اسکول کے میدان میں جمع ہو گئے۔ کیا بات ہے؟
اسمبلی کیوں فوراً بلائی گئی ہے؟ قطار میں کھڑے ہو کر نہال احمد سوچنے لگا۔

پیارے بچّو! یہ اعلان کرتے ہوئے مجھے بڑی خوشی و مسرّت ہو رہی ہے کہ اس سال یومِ جمہوریہ کے سنہرے موقع پر راجدھانی دلّی میں ہونے والے شاندار پریڈ میں حصّہ لینے کے لیے ہمارے اسکول سے این۔سی۔سی (NCC) کے چار طلباء کو منتخب کیا گیا ہے۔ وہ ہیں دسویں جماعت کے ارون بابو، نہال احمد اور نویں جماعت کی رینا پرکاش اور نازنین۔ ان کو میں تہہ دل سے مبارک باد دینا چاہتا ہوں۔ ہیڈ ماسٹر کا اعلان سنتے ہی تمام بچّے خوشی سے پھولے نہ سمائے اور انھوں نے زور دار تالیوں سے اپنی خوشی کا اظہار کیا۔

جس دن کا انتظار تھا وہ آ ہی گیا۔

اساتذہ اور طلباء بڑے جوش و خروش کے ساتھ دلّی کے سفر کے لیے ریل گاڑی پر سوار ہوئے۔ خدا کی اپنی بستی کے خوبصورت اور حسین مناظر کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھے۔ مختلف ریاستوں کے نظاروں کا لطف اٹھاتے ہوئے دو دن کے طویل سفر کے بعد تاریخی مقامات کی سرزمین دلّی پہنچے۔

سب لوگ اسٹیشن سے باہر نکلے۔ چھوٹی بڑی گاڑیوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی وسیع شاہ راہ۔ ایک طرف رکشا والوں کی لمبی قطار ہے تو دوسری طرف طرح طرح کے پکوان اور مٹھائیوں کی دکانیں، کھلونے اور دوسری چیزیں بیچنے والے لوگ۔ سڑک کی دونوں جانب اونچی اونچی عمارتیں۔ ''واہ! یہ دلّی کتنی خوبصورت ہے!'' رینا پرکاش نے کہا۔

''ہاں بچّو! ہم یومِ جمہوریہ کے پریڈ میں شرکت کے بعد شہرِ دلّی کے مشہور تاریخی مقامات کا دورہ کریں گے لیکن سب سے پہلے ہمیں قیام و طعام کا انتظام بھی کرنا ہوگا۔'' ریاض ماسٹر نے کہا۔

پڑھیں لکھیں

☆ مختلف ریاستوں کے مناظر کا لطف اٹھاتے ہوئے ارون بابو اور دوست دلّی پہنچے۔

بچّو، آپ بھی سفر پسند کرتے ہیں نا؟

اشاروں کی مدد سے کسی پسندیدہ سفر کے تجربات اپنے الفاظ میں لکھیے۔

اشارے: تاریخ، مقام، تجربات، مناظر، ترتیب

☆ ہمارے گھر میں کئی طرح کے پکوان بناتے ہیں۔ایسے چند پکوانوں کے نام لکھیے۔
اور کسی ایک پکوان بنانے کا طریقہ بیان کیجیے۔

☆ ارون بابو، نہال احمد، رینا پرکاش اور نازنین کو دلّی میں ہونے والے شاندار پریڈ میں حصّہ لینے کے لیے منتخب کیا گیا ہے۔ان کو مبارک باد دیتے ہوئے ای میل بھیجنے کے لیے پیغام تیار کیجیے۔

☆ یومِ جمہوریہ کے پریڈ میں شرکت کرنے کے بعد رینا پرکاش گھر واپس آئی۔ وہ خوشی خوشی امّی سے باتیں کرنے لگی۔
بچّو، امّی جان نے رینا پرکاش سے کیا کیا باتیں کی ہوں گی۔گفتگو تیار کیجیے۔

☆ این۔سی۔سی (NCC) کی طرح اسکول میں ایس۔ پی۔سی (SPC) اسکاوٹ اینڈ گائڈز (Scout and Guides) جے۔آر۔سی (JRC) جیسے مختلف دفاعی ادارے بچّوں کی تعلیمی نشوونما کے لیے کام کررہی ہیں۔اس سے کیا کیا فائدے ہیں؟ لکھیے۔

یہ وقت کی آواز ہے

۲۶؍جنوری، صبح کا وقت۔ ساری دلّی یومِ جمہوریہ کے جشن کے لیے سجائی گئی تھی۔
ترنگا جھنڈا آسمان پر لہرا رہا تھا۔ قومی گیت کی سریلی آواز میں سارا شہر جھوم رہا تھا۔

مختلف ملکوں اور ریاستوں سے تشریف لائے ہوئے مہمانوں اور دیگر لوگوں کے ہجوم سے دلّی کی شاہ راہ بھری ہوئی تھی۔ سپاہیوں کے مظاہرے، فن کاروں کی فنّی نمائش وغیرہ ہو رہی تھی۔ ارون بابو، نہال احمد، رینا پرکاش اور نازنین بھی اس شاندار پریڈ میں شامل ہوئے۔ قومی گیتوں سے فضا گونج اٹھی۔

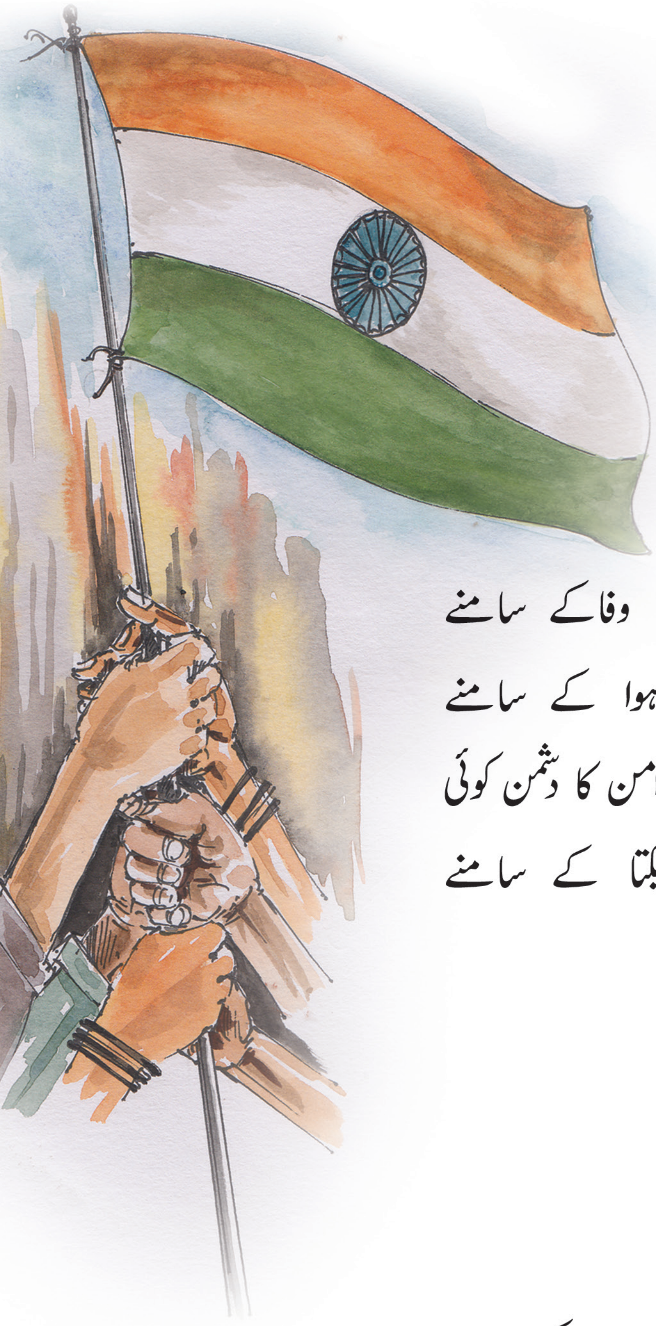

اپنی آزادی کو ہم ہرگز مٹا سکتے نہیں
سر کٹا سکتے ہیں لیکن سر جھکا سکتے نہیں
ہم نے صدیوں میں یہ آزادی کی نعمت پائی ہے
سیکڑوں قربانیاں دیکر یہ دولت پائی ہے

کیا چلے گی ظلم کی اہلِ وفا کے سامنے
آ نہیں سکتا کوئی شعلہ ہوا کے سامنے
لاکھ فوجیں لے کے آئیں امن کا دشمن کوئی
رُک نہیں سکتا ہماری ایکتا کے سامنے

وقت کی آواز کے ہم ساتھ چلتے جائیں گے
ہر قدم پر زندگی کا رخ بدلتے جائیں گے
گر وطن میں بھی ملے گا کوئی غدّارِ وطن
اپنی طاقت سے ہم اس کا سر کچلتے جائیں گے

ہم وطن کے نوجوان ہیں ہم سے جو ٹکرائے گا
وہ ہماری ٹھوکروں سے خاک میں مل جائے گا
وقت کے طوفان میں بہہ جائیں گے ظلم و ستم
آسماں پر یہ ترنگا عمر بھر لہرائے گا

شکیلؔ بدایونی

شکیلؔ بدایونی (۱۹۱۶-۱۹۷۰)

ہندوستانی فلمی نغمہ نگاروں میں شکیلؔ بدایونی کا نام بہت اہم ہے۔ انھوں نے اپنی تحریروں میں ایک مخصوص لب ولہجہ کو فروغ دیا۔ ان کی پیدائش ۱۹۱۶ء کو اتر پردیس کے ایک گاؤں بدایون میں ہوئی۔ ان کا انتقال ۱۹۷۰ء کو ممبئی میں ہوا۔ درد، بیجو باورا، مدر انڈیا، دلاری، مغلِ اعظم، گنگا جمنا، میرے محبوب، چودھویں کا چاند وغیرہ ان کی اہم اور کامیاب فلمیں ہیں۔

پڑھیں لکھیں

☆ یہ ملک کی آزادی پر لکھی ہوئی مشہور نظم ہے۔ بچّو، یہ نظم ترنّم سے مل کر گائیں۔

☆ دیے گئے شعر کو غور سے پڑھیے۔

لاکھ فوجیں لے کے آئیں امن کا دشمن کوئی
رُک نہیں سکتا ہماری ایکتا کے سامنے

بچّو، اس شعر میں شاعر ہمارے ملک کے امن اور ایکتا کے بارے میں بیان کر رہا ہے۔
اس نظم سے پسندیدہ شعر چن کر مفہوم اپنے الفاظ میں لکھیے۔

☆ بچّو' ان شعراء کو پہچانیے۔

رام پرساد بسمل

چکبستؔ

مولانا ظفر علی خان

انٹرنیٹ یا گوشہ ءمطالعہ کی مدد سے حبِّ وطن پر لکھی ہوئی ان کی نظمیں جمع کر کے خصوصی نمبر تیار کیجیے اور پسندیدہ نظم ترنّم کے ساتھ پیش کیجیے۔

جیسے:
اے خاکِ ہند تیری عظمت میں کیا گماں ہے
دریائے فیض قدرت تیرے لیے رواں ہے (چکبستؔ)

NT-899-2-URDU-10-VOL.2

دیس کی خاطر

یومِ جمہوریہ کا پریڈ ختم ہوا۔ صدرِ جمہوریہ کی تقریر بہت شاندار رہی۔ انھوں نے اپنی تقریر میں ملک کی آزادی کے لیے اپنی زندگیوں کو وقف کرنے والی رانی لکشمی بائی، سروجنی نائڈو، بی امّاں جیسی بہادر خواتین مجاہدین آزادی کا ذکر بھی کیا اور انھیں کی راہ پر چل کر ملک کی ترقی کے لیے کام کرنے کا اعلان بھی کیا۔

تقریر سنتے ہی نازنین نے پوچھا۔ ٹیچر یہ 'بی امّاں' کون تھیں؟

روسی ٹیچر کہنے لگی۔ بی امّاں علی برادران کی ماں اور ہندوستان کی بہادر خاتون تھیں۔ وہ جنگِ آزادی میں اپنے بیٹوں کے ساتھ خود شریک رہیں۔ ۱۹۲۱ء کو احمد آباد کے آل انڈیا لیڈیز کانفرنس (Ladies Conference) میں بی امّاں کا صدارتی خطبہ تاریخ میں سنہرے حرفوں میں لکھے جانے کے قابل ہے۔ ان کی تقریر کچھ یوں تھی۔

پیاری بہنو!

ہمارا پہلا فرض یہ ہے کہ ہم خدا کے ساتھ سچے رہیں اور اپنے عقیدوں پر مضبوط اور استوار رہیں۔ اس کے بعد اس کی ضرورت ہے کہ ہم اپنے مابین اتحاد و اتفاق پیدا کریں۔ تجربے نے ہمیں یہ سکھایا ہے کہ ہمارے اس ملک میں مختلف قومیں اور فرقے آباد ہیں۔ ان میں اتحاد و اتفاق کے بغیر ہم کچھ نہیں کر سکتے اور جس وقت تک ہندوؤں، مسلمانوں، سکھوں اور پارسیوں میں کامل اتحاد اور اتفاق نہ ہو ہم ملک کو آزاد نہیں کرا سکتے اور نہ پُر امن و باعزّت زندگی بسر کر سکتے ہیں۔

پیاری بہنو! تمھارے درمیان سیتا اور حضرت زینبؓ کے نقشِ قدم پر چلنے والی خواتین موجود ہیں۔ جن کے شوہر یا تو شہید کر دیے گئے ہیں یا قید خانوں میں ڈال دیے گئے ہیں۔ ہمارے ملک کی حالت اب بہت زیادہ نازک ہے اور اس کے ساتھ ہمارا فرض بھی کچھ کم نازک نہیں ہے۔ قید خانوں سے خوف نہ کھاؤ لیکن اسی کے ساتھ اپنی مذہبی اور سوشیل (سماجی) زندگیوں کی ذمّہ داریوں کو بھی فراموش نہ کرو۔

یاد رکھو کہ جب ہمارے کُل مرد جیل خانون میں چلے جائیں گے تو اس وقت آزادی کے پھریرے تمھیں ہی بلند رکھنا ہوگا۔

پڑھیں لکھیں

☆ 'ہمارے اس ملک میں مختلف مذہب کے لوگ رہتے ہیں' ان میں اتحاد و اتفاق کے بغیر دیس کی ترقی کبھی نہیں ہو سکتی۔

بچّو، ہندوستان کی موجودہ حالت کی روشنی میں بی امّاں کے اس قول پر اپنے خیالات پیش کیجیے۔

☆ یومِ جمہوریہ کے موقع پر آپ کے اسکول میں ایک جلسہ منعقد ہونے والا ہے۔ اس جلسے میں تقریر کرنے کا موقع ملے تو آپ کیا کیا باتیں کریں گے؟ پیش کیجیے۔

☆

سروجنی نائڈو

رانی لکشمی بائی

کیپٹین لکشمی

بچّو، یہ ہندوستان کی چند بہادر خواتین ہیں۔ جنھوں نے جنگِ آزادی میں حصّہ لیا ہے۔ انٹرنیٹ کی مدد سے معلومات حاصل کیجیے اور ان پر نوٹ تیار کیجیے۔

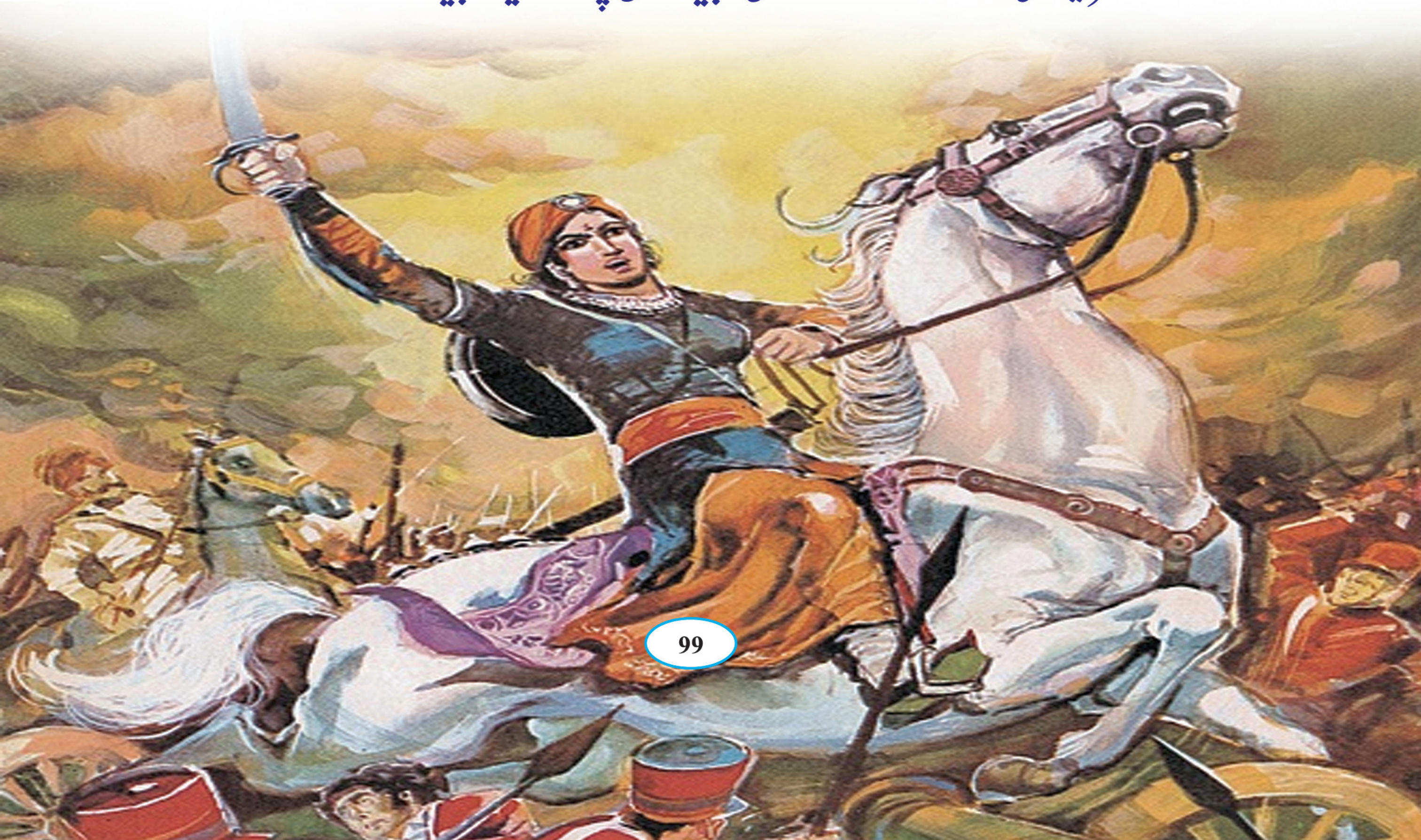

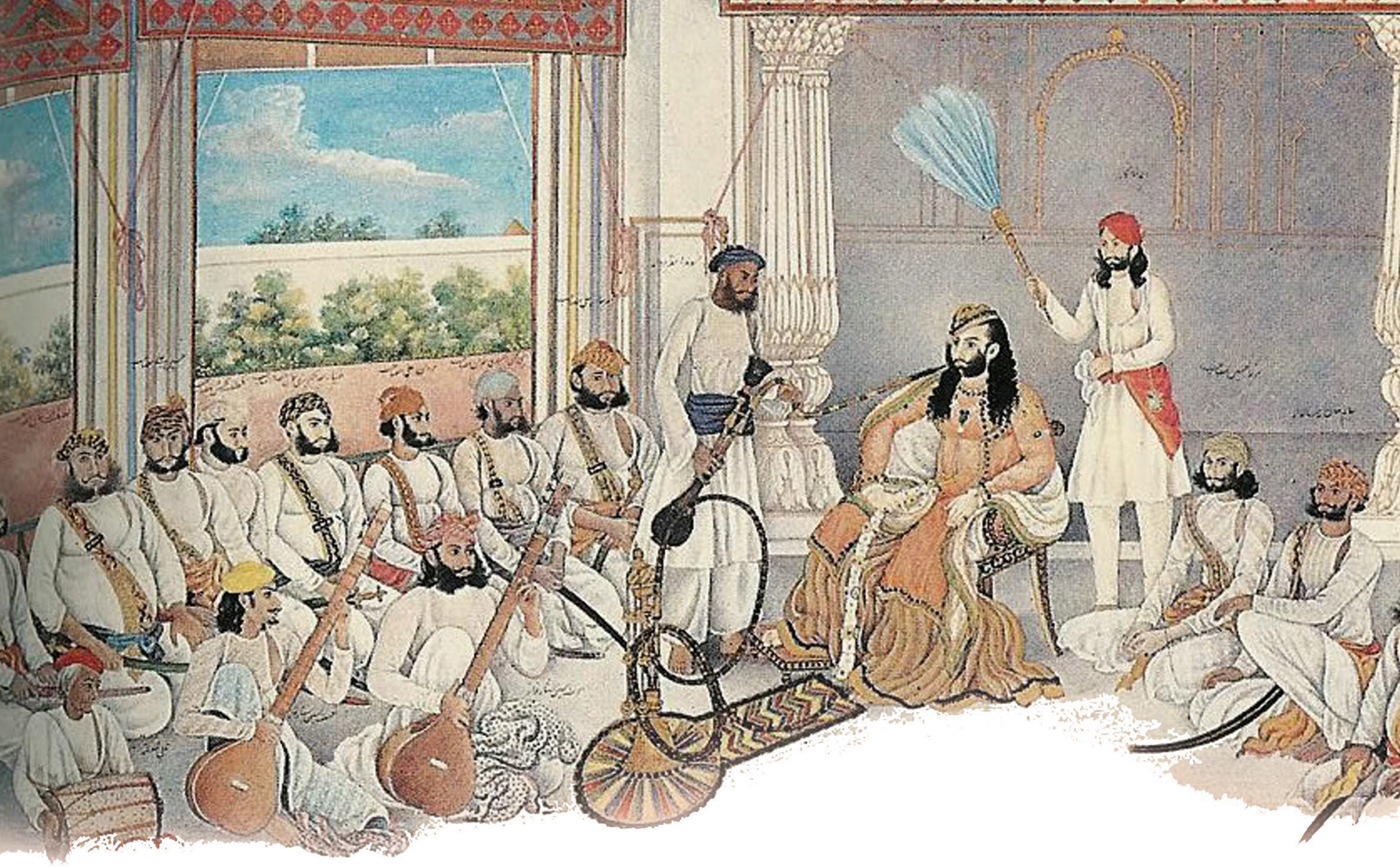

آپ کی فرمائش!

ہندوستان کی عظیم تاریخی نشانیاں دیکھتے ہوئے طلباء نئی نئی معلومات حاصل کر رہے تھے۔ چندرن ماسٹر نے اعلان کیا کہ ہم سب اردو اکادمی، غالبؔ اکادمی، انجمن ترقی اردو (ہند) جیسے اداروں کا دورہ کریں گے۔

سب لوگ 'حضرت نظام الدّین' پہنچے۔ اردو کے پہلے شاعر امیر خسروؔ، مشہور شاعر مرزا غالبؔ اور خواجہ حسن نظامی جیسی عظیم ہستیاں یہاں مدفن ہیں۔

غالبؔ اکادمی میں اس وقت 'شامِ غزل' کا پروگرام ہو رہا تھا۔ ایک غزل گلوکار بڑے دلکش انداز میں غالبؔ کی غزل سنا رہے تھے۔

دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیوں؟
روئیں گے ہم ہزار بار، کوئی ہمیں ستائے کیوں؟
دیر نہیں، حرم نہیں، در نہیں، آستاں نہیں
بیٹھے ہیں رہ گزر پہ ہم ، غیر ہمیں اٹھائے کیوں؟
قیدِ حیات و بندِ غم، اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں؟
ہاں وہ نہیں خداپرست، جاؤ وہ بے وفا سہی
جس کو ہو دین و دل عزیز اس کی گلی میں جائے کیوں؟
غالبؔ خستہ کے بغیر کون سے کام بند ہیں
رویئے زار زار کیا؟ کیجیے ہائے ہائے کیوں؟

مرزا غالبؔ

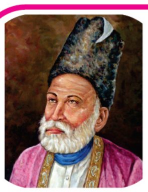

مرزا اسداللہ خان غالبؔ

غالبؔ آگرہ میں پیدا ہوئے۔ غالبؔ کی شاعری کا آغاز بچپن میں ہی ہوا۔ انھوں نے اپنا تخلص غالبؔ اختیار کیا۔ مرزا غالبؔ اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ غالبؔ بادشاہ بہادر شاہ ظفؔر کے استاد بھی تھے۔ ۱۵ر فروری ۱۸۶۹ء کو انتقال ہوا۔ اردو میں ان کا ایک دیوان 'دیوانِ غالبؔ' کے نام سے شائع ہوا اور اردو نثر میں ان کے خطوط کے دو مجموعے 'اردوئے معلیٰ' اور 'عودِ ہندی' کے نام سے مشہور ہیں۔

پڑھیں لکھیں

☆ یہ مرزا اسداللہ خان غالبؔ کی ایک مشہور غزل ہے۔ آیئے ترنّم کے ساتھ پیش کریں۔

☆ یہ شعر غور سے پڑھیے۔

قیدِ حیات و بندِ غم، اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں؟

بچّو، شاعر کے خیال میں زندگی دکھ بھری ہے۔ زندگی میں دکھ سے نجات پانا مشکل ہے۔
اس غزل کا پسندیدہ شعر چن لیجیے اور مفہوم اپنے الفاظ میں لکھیے۔

☆

میر تقی میر

مومن خان مومن

جگر مرادآبادی

بچّو، یہ اردو کے مشہور غزل گو شعراء ہیں۔ انٹرنیٹ یا گوشۂ مطالعہ کی مدد سے گروہ چرچا کریں اور ان کے بارے میں معلومات حاصل کر کے نوٹ تیار کریں اور ان کے اشعار بھی ڈھونڈ نکالیں۔

پھول والوں کی سیر

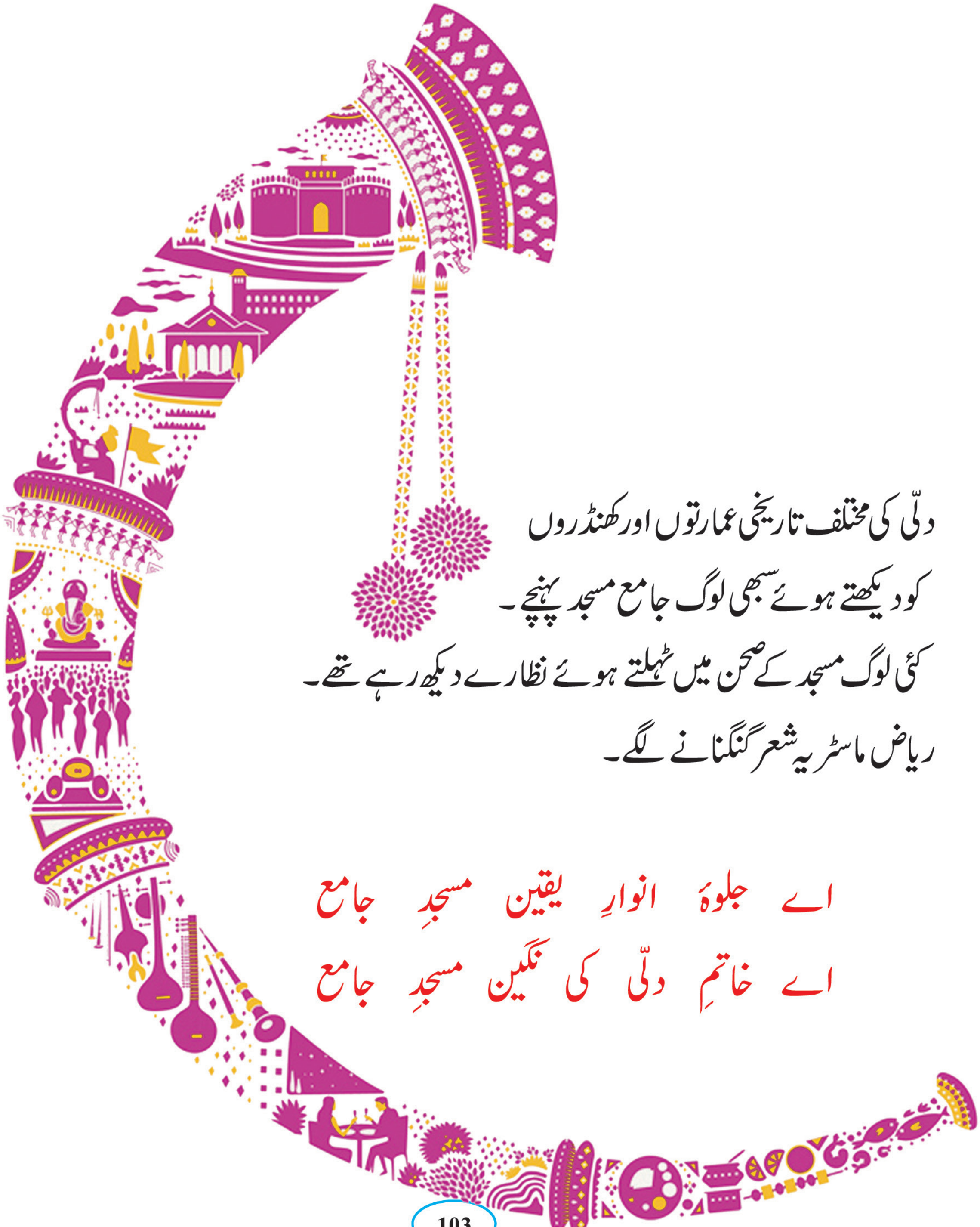

دلّی کی مختلف تاریخی عمارتوں اور کھنڈروں
کو دیکھتے ہوئے سبھی لوگ جامع مسجد پہنچے۔
کئی لوگ مسجد کے صحن میں ٹہلتے ہوئے نظارے دیکھ رہے تھے۔
ریاض ماسٹر یہ شعر گنگنانے لگے۔

اے جلوۂ انوارِ یقین مسجدِ جامع
اے خاتمِ دلّی کی نگین مسجدِ جامع

پھر وہاں سے مہرولی کی طرف نکلے جہاں پر قطب مینار واقع ہے۔
ٹیچر ٹیچر! یہ مینار اور اتنی بڑی عمارتیں بادشاہوں نے کیوں بنائیں؟ ٹیچر کہنے لگی۔
اگر بادشاہوں اور راجاؤں نے یہاں حکومت نہ کی ہوتی تو قطب مینار جیسی عمارتیں ہمیں کہاں مل پاتیں...

بچّے بھی اپنے اپنے خیالات اور جذبات کا اظہار کرنے لگے۔
بچّو! چلو، اب ہم اس قطب مینار کے سائے میں ذرا ٹھہر کر لطف اٹھائیں۔
تاریخی عمارت مشہور صوفی قطب الدّین بختیار کاکی کی یاد میں تعمیر کی گئی۔
یہاں سے ہم انھیں کے مزار پر چلیں گے۔ چندرن ماسٹر نے کہا۔
''یہاں کیوں اتنی بھیڑ لگی ہوئی ہے؟'' نہال احمد نے پوچھا۔
چند دنوں کے بعد یہاں بڑا میلہ لگنے والا ہے۔
اس کی تیاریاں ابھی سے شروع ہو چکی ہیں۔
چندرن ماسٹر نے کہا۔
ایک بار اسی میلے کے بارے میں ٹیلی ویژن چینل پر تفصیل سے رپورٹ آئی تھی۔
رینا پرکاش نے کہا۔
تو اس شاندار میلے کے بارے میں ذرا ہمیں بھی بتاؤ۔
یہ دہلی کا سب سے مشہور میلہ ہے۔ ہندوستان کی گنگا جمنی تہذیب اور ہندو مسلم

بھائی چارگی کا یہ اعلیٰ نمونہ ہے۔ اس میلے کی اِبتدا تقریباً ڈھائی سو سال پہلے مغل بادشاہوں کے زمانے میں ہوئی تھی۔

ایک مغل شہزادے کو انگریزوں نے قتل کے الزام میں گرفتار کر کے الہ آباد میں قید کر دیا۔ بے چارہ بادشاہ کچھ بھی نہ کر سکا۔ جب شہزادہ قید سے رہا ہو کر دہلی آیا تو اس کی والدہ نے بڑی دھوم دھام سے مہرولی میں مشہور بزرگ خواجہ بختیار کاکی کے مزار پر پھولوں کی چادر چڑھائی۔

پھول والوں کی سیر کے موقع پر ہر سال پھولوں کا بڑا خوبصورت پنکھا 'جوگ مایا مندر' میں بھی لایا جاتا تھا۔ مندر میں ہندو، مسلمان مل کر پنکھا چڑھاتے۔ اگلے دن اسی دھوم دھام سے خواجہ بختیار کاکی کی درگاہ پر پنکھا چڑھانے کی رسم دہرائی جاتی اور چاند کی روشنی میں تبرک اور پرشاد لے کر واپس آتے۔

بہادر شاہ ظفرؔ کے زمانے میں پھول والوں کی سیر کا میلہ اور بارونق ہو گیا۔ انگریزوں کے دور میں یہ بند کیا گیا۔ آزادی کے بعد ہمارے پہلے وزیرِ اعظم جواہر لال نہرو نے دوبارہ پھول والوں کی سیر کو شروع کیا۔ آج بھی ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی بڑی تعداد میں اس میلے میں شامل ہوتے ہیں۔

پڑھیں لکھیں:

☆ ”پھول والوں کی سیر ہندوستان کی گنگا جمنی تہذیب اور ہندو مسلم بھائی چارگی کا اعلیٰ نمونہ ہے۔“ اپنے علاقے میں بھی ایسے میلے یا جشن ضرور منائے جاتے ہوں گے۔ معلومات حاصل کر کے کسی ایک پر نوٹ لکھیے۔

☆ ہر ایک میلے یا تہوار کے پیچھے ایک تاریخی واقعہ ہے۔ بچّو، پسندیدہ کسی ایک تہوار کی تاریخ یا کہانی لکھیے۔

☆ دیگر سرگرمیاں

ہندوستان میں جامع مسجد، لال قلعہ، تاج محل جیسے بہت سی تاریخی عمارتیں ہیں۔ گوشۂ مطالعہ اور انٹرنیٹ کی مدد سے تصویر جمع کیجیے اور معلومات حاصل کر کے نوٹ لکھیے۔

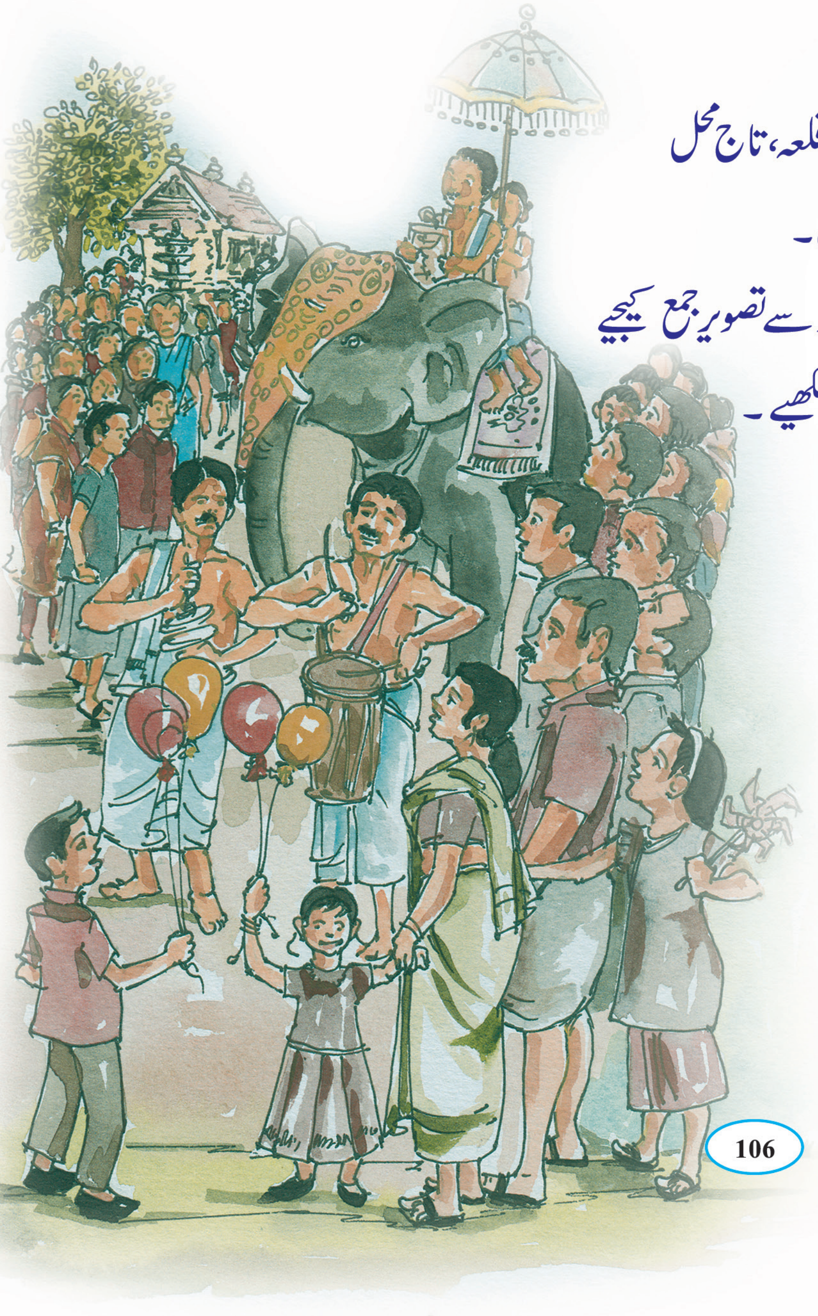

فرہنگ

اتفاق سے : By chance, യാദൃശ്ചികമായി

اٹل : Immovable അചഞ്ചലം

اخراجات : Expences, ചെലവുകൾ

اصرار کرنا : To compel, നിർബന്ധിക്കുക

اعضائے بدن : Organs, ശരീരഭാഗങ്ങൾ

انجانے میں : Unexpectedly, യാദൃശ്ചികമായി

آستان : Residence, വാസസ്ഥലം

آسرا : Protection, ആശ്രയം

آوارگی : wandering, അലച്ചിൽ

باقاعدہ : Systematic, വ്യവസ്ഥാപിതം

بانہوں میں باہنا ڈالنا : Shoulder to Shoulder

بخشش : Bounty, ഔദാര്യം، عنایت

برادران : Brothers

بلا وجہ : Without reason, بے سبب،

بلکنا : Weep bitterly, തേങ്ങിക്കരയുക

بندھی ٹکی باتیں : അടക്കിപിടിച്ച്സംസാരിക്കുക

بہلانا : Entertain, ആശ്വസിപ്പിക്കുക

بھیڑ بھاڑ : Rush, തിക്കും തിരക്കും

بھیگا : Wet, നനഞ്ഞുകുതിർന്ന

بے باق : قرض سے سبکدوش

بے چھلے : Unscratched, ചെത്താത്തത്

بلا جھجک : നിസ്സങ്കോചം

پلا بڑھا : Grown up, വളർന്നു

پہاڑی گھاٹی : Valley, മലയിടുക്ക്

پہیہ : Wheel

پھریرا : Flag, جھنڈا،

پیدل : On foot, കാൽനട

پیس دینا : to grind അരക്കുക

تان تان کر : کھینچ کر

تانتا باندھنا : Row قطار،

تجربات : Experiences,

تڑپانا : To worry, ആകുലപ്പെടുത്തുക

تشکیل : Formation, രൂപീകരണം

تنگ نظری : Narrowness, സങ്കുചിതത്വം

تہہ : Underground

ٹالنا : വൈകിക്കുക، دیری کرنا

ٹپکنا : ഉറ്റിവീഴുക

ٹٹولنا : to inspect, پرکھنا، آزمانا،

ٹھاننا : Resolve , ദൃഢനിശ്ചയം، پکّا ارادہ کرنا

جان پہچاننے والے : Familiar, പരിചിതർ

جتانا : Inform, ذکر کرنا

جنبش : Movement

جھانکنا : to peep, എത്തിനോക്കുക

جھکنا : കുനിയുക

جھوٹا کھانا : Waste Food, എച്ചിൽ

چکنا : to taste, രുചിക്കുക

چونک اُٹھنا : ഞെട്ടി ഉണരുക

چھان مارنا : to search, تلاش کرنا

چھانا : پھیلنا

چھاؤں : Shadow, سایہ

حقیقت پسند : Realist, യാഥാർത്ഥ്യവാദി

خستہ : Wounded, Broken, മുറിവേറ്റ، زخمی

خواہ مخواہ : With out Reason, بے سبب

خواہش : Desire, آرزو

خودغرضی : Selfishness, സ്വാർത്ഥത

خوش آمدید : Welcome

داروغہ : دربان ، محافظ

دبا دینا : To Press, അമർത്തുക

دربان : Watchman, محافظ

در : Door, കവാടം، دروازہ

دسترخوان : Dining Table,

دفاعی : Defence

دورہ کرنا : ചുറ്റിക്കറങ്ങുക

دہرانا : to repeat, ആവർത്തിക്കുക

دھکّا سا لگنا : تکلیف ہونا

دھن کے پکّے : ദൃഢചിത്തൻ

دیکھ بھال : Looking after, പരിചരണം

دیور : شوہر کا چھوٹا بھائی

ڈبڈبانا : തുളുമ്പുക

ڈھیر : Heep, കൂമ്പാരം، انبار

ڈیرا جمع دینا : തമ്പടിക്കുക

ذلّت : അപമാനം

ذمہ داری : Responsibility

رابطہ : Connection, ബന്ധം، تعلق

رونق : Florish, ശോഭ

رہ گزر : Way, വഴി

ریت : Sand, മണൽ

رُخ بدلنا : To turn away from, മുഖം തിരിക്കുക

رُعب : ڈر

زحمت : പ്രയാസം

زعفران : കുങ്കുമം

زمینی فوج : കരസേന

زنگ : തുരുമ്പ്

زینہ : ഏണി

ساون کا مہینہ: Autumn, ശ്രാവണ മാസം

سکّہ : Coin, നാണയം

سلیقے سے: Systematic, ചിട്ടയോടെ

سنگ وخشت: اینٹ پتھر، Stone and brick,

سوراخ : പഴുത്, ദ്വാരം, Hole

سوندھا : Sweet S

شعلہ : Flame, ജ്വാല

شیشی : Small glass,

صدارتی حکومت : കേന്ദ്ര ഭരണം

صوبائی حکومت : സംസ്ഥാന ഭരണം

صوتی آلودگی : ശബ്ദ മലിനീകരണം

ضمیر : Conscience, മനസ്സാക്ഷി

طبیعت : Nature, പ്രകൃതം

طرف داری: Partiuality, വിഭാഗീയത

طعنہ دینا : Taunt, കുറ്റപ്പെടുത്തുക

طویل : لمبا، Long,

عالی شان: بہت اونچے، Grete,

عزیز : Beloved, പ്രിയങ്കരം

عقیدت : بھروسہ، Faith,

غدّار : دغاباز، Fraudulant, ചതിയൻ

غلّہ : دانہ، اناج، Grain, ധാന്യം

غیر : دوسرے لوگ، Others,

فراموش کرنا: بھولنا

فضا : Atmosphere, അന്തരീക്ഷം

فضولات : Waste, പാഴ് വസ്തുക്കൾ

فنکار : കലാകാരൻ

فنّی نمائش: Art exhibition, കലാ പ്രദർശനം

فیاضی : سخاوت، دریادلی

قیام وطعام: Food and accommodation,

کامل : Accompleted, പരിപൂർണ്ണൻ

کچلنا : To crush, ചവിട്ടിമെതിക്കുക

کراہنا : ഞെരങ്ങുക

کڑوا : കൈപ്പുള്ള

کڑی دھوپ: കൊടും വെയിൽ

کفایت شعاری: کم خرچی، മിതവ്യയം

کمر : Hip, അരക്കെട്ട്

کندھا : Shoulder, ചുമല്

کورا کاغذ : വെള്ള പേപ്പർ

کوڑا کرکٹ: Waste, ചപ്പുചവറ്

کھلا بازار : പൊതു മാർക്കറ്റ്

کھنڈر : Ruins of a village, കെട്ടിടാവശിഷ്ടം

کھودنا : Dig, കുഴിക്കുക

کھیر : പായസം

گراں بن جانا : بوجھ بن جانا

گریز : Bottom of pants,

گلّی ڈنڈا : Tip-catch, കുട്ടിയും കോലും

گم ہونا : محو ہونا

گندگی : Dirt, ദുർഗന്ധം

گوڑنا : To Dig, കിളക്കുക

گھیر لینا : Surround, വലയം ചെയ്യുക

لاپروائی : Negligence, അശ്രദ്ധ

لادنا : To load,

لالچ : Greedy, അത്യാഗ്രഹം

لدا ہوا : Loaded, തൂങ്ങിക്കിടക്കുന്ന

لقمہ : نوالہ

لوٹا دینا : To returnതിരിച്ചു തരിക

مابدولت : a word of respect

مابین : Between, بیچ میں،

ماتحت : زیرِ نگرانی، കീഴിൽ

ماندا کرنا : Fatigueതളർത്തുക

متوازن : Parellel, സന്തുലിതം

مخاطب کرنا : To address,

مذمت : ذلّت

مزاحیہ انداز : Humorous, നർമ്മ ശൈലി

مشقت : Difficulty, تکلیف،

مضبوط : Firm, Strong, استوار،

معمول : Custom,Habit പതിവ്

مقصد : Purpose, ഉദ്ദേശ്യം

منزل : Destination, ലക്ഷ്യം

منعم : نعمت بانٹنے والا

مہربان : Gracious, ദയാലു

مینڈ : Boundary, വരമ്പ്

نازک : Critical,

ناغہ : To be Late, دیری کرنا،

نجات : Freedom, മോചനം، رہائی

نرم : Soft, സൗമ്യം

نظر سے گرانا : Disgrace, അവമതിപ്പ്

نقشِ قدم : Foot prints, കാൽപ്പാടുകൾ

نقصان : Loss,നഷ്ടം

نگین : Gem, Jewel, സ്ഫടിക ചില്ല്

نوبت : Condition, Situation

نئی پیڑھی : New generation,പുതു തലമുറ

نہ پیٹ میں آنت نہ منہ میں دانت : نہایت کمزور

نہار منہ : വെറും വയറ്റിൽ

ورزش : Abstinence, വ്യായാമം

وضع : Style, ആകാരം ، حلیہ

وہم : Imagination, തോന്നൽ

ہجوم : Crowd, ജനക്കൂട്ടം، جھنڈ

ہڈیوں کا ڈھانچہ : Skelton, അസ്ഥികൂടം

نظم

اے خاکِ ہند تیری عظمت میں کیا گماں ہے
دریائے فیضِ قدرت تیرے لیے رواں ہے
اس خاکِ دل نشیں سے چشمے ہوئے وہ جاری
چین و عرب میں جن سے ہوتی تھی آبیاری
سارے جہاں پہ جب تھا وحشت کا ابر طاری
چشم و چراغِ عالم تھی سر زمیں ہماری
گوتمؔ نے آبرو دی اس معبدِ کہن کو
سرمدؔ نے اس زمیں پر صدقے کیا وطن کو
اکبرؔ نے جامِ الفت بخشا اس انجمن کو
سینچا لہو سے اپنے راناؔ نے اس چمن کو
برسوں سے ہو رہا ہے برہم سماں ہمارا
دنیا سے مٹ رہا ہے نام و نشاں ہمارا
علم و کمال و ایماں برباد ہو رہے ہیں
عیش و طرب کے بندے غفلت میں سو رہے ہیں

برج نارائن چکبستؔ

رباعی

ہیں جہل میں سب عالم و جاہل ہمسر
آتا نہیں فرق اس کے سوا ان میں نظر
عالم کو ہے علم اپنی نادانی کا
جاہل کو نہیں جہل کی کچھ اپنے خبر

الطاف حسین حالیؔ

غزل

فقیرانہ آئے صدا کر چلے
میاں خوش رہو ہم دعا کر چلے
جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم
سو اس عہد کو اب وفا کر چلے
کوئی ناامیدانہ کرتے نگاہ
سو تم ہم سے منھ بھی چھپا کر چلے
بہت آرزو تھی گلی کی تری
سو یاں سے لہو میں نہا کر چلے
دکھائی دیے یوں کہ بے خود کیا
ہمیں آپ سے بھی جدا کر چلے
جبیں سجدے کرتے ہی کرتے گئی
حق بندگی ہم ادا کر چلے
کہیں کیا جو پوچھے کوئی ہم سے میرؔ
جہاں میں تم آئے تھے کیا کر چلے

میر تقی میرؔ

NT-899-1-URDU-10-VOL.2